ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی ۞

اردو اور پاکستانی زبانوں کے ادب میں حب الوطنی کا شعور

Urdu and the Cognizance of Patriotism in Pakistani Literature

By *Dr. Amber Fatima Abidi, Visiting Faculty, Department of Urdu, University of Karachi, Karachi.*

ABSTRACT

The initial and natural form of expression of the patriotism among compatriots is through literature in the regional languages. In this context, Pakistani languages and literature should be used as a tool to promote national cohesion, as well as bring reforms in the society. These powerful communication instruments could be served in constructing a national identity, shaping social realities and developing patriotism among Pakistanis. Through patriotic literary works, poetic creations, we can foster peace and harmony among the various ethnic and linguistic groups in the country.

Keywords: Patriotism, Pakistani Languages, National Identity, Harmony

زبان عوام کے باہمی رابطوں کا اہم ترین ذریعہ ہوتی ہے۔ ہر فرد اپنے ذہنی رجحانات اور قلبی جذبات کا اظہار بھی زبان ہی کے ذریعے احسن طور پر کرسکتا ہے۔ اس ضمن میں انسان کے تمام فکری رجحانات اور احساسات میں جو عنصر سب سے ممتاز نظر آتا ہے وہ اپنے وطن سے محبت اور اپنی مٹی سے وفا کا ہے۔ حب الوطنی کے جذبے سے سرشار زبان چاہے کوئی بھی ہو مگر ایک سرزمین کے باشندوں کو باہم قریب بھی کرتی ہے اور یک جہتی کی لڑی میں پروتی بھی ہے۔ اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کے ادب کا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اردو کے شانہ بشانہ علاقائی زبانوں میں بھی پاکستان سے محبت

۞ مہمان استاد، شعبۂ اردو، کراچی یونی ورسٹی، کراچی۔

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

کے شعور کو بیدار کرنے اور وطن سے محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بھرپور انداز میں تخلیقی و ادبی پیرائے میں کام کیا جارہا ہے۔ یوں تو پاکستانی زبانوں کے ادب میں فکری رجحانات، نظریات اور صنفی اشتراک میں کافی مماثلت اور یگانگت پائی جاتی ہے اور رسم الخط، ذخیرۂ الفاظ کی مشترکہ قدریں، اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کو اجنبیت کی فضا کے بجائے باہمی شناسائی کا ماحول عطا کرتی ہیں، تاہم ملّی یگانگت کے لیے وطن سے لگاؤ کی تخلیقات نے بھی ان زبانوں سے اردو کا، مختلف علاقوں کے لوگوں سے وابستگی کا جو رشتہ جوڑ دیا ہے وہ قومی یک جہتی کے فروغ کا بہت بڑا سبب ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کی تمام علاقائی زبانوں کا ایک دوسرے پر گہرا اثر ہے۔ اردو میں ہمیشہ سے دوسری زبانوں سے الفاظ مستعار لینے کی خوبی رہی ہے۔ جو زبانیں اپنے اندر دیگر زبانوں سے الفاظ لینے کا سلسلہ اور اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت ختم کردیتی ہیں، ایسی زبانیں زمانے میں پنپنے نہیں پاتیں۔[۱] موجودہ دور میں اردو زبان کے ذخیرہ الفاظ کے جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زبان نے اپنے اندر جذب و تاثیر کی قوت سے مختلف علاقائی زبانوں کے الفاظ کو بہ احسن طریق شامل کیا ہے اس اشتراک و اتحاد میں یگانگت کی چاشنی بھی نظر آتی ہے اور ادبی فضا بھی ہموار ہوتی ہے، اس ضمن میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مضمون "اردو اور پاکستان کی زبانیں" سے یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

> اردو اور علاقائی زبانوں کا رشتہ دراصل ایک ہی خون، ایک رنگ و نسل، ایک ہی زمین، ایک اندازِ فکر اور ایک ہی طرزِ ادا کا رشتہ ہے۔ دور حاضر سے لے کر قدیم تر زمانے تک سراغ لگاتے چلے جائیے یہ رشتے پوری طرح واضح ہوتے چلے جائیں گے۔ صاف اندازہ ہوجائے گا کہ اردو اور علاقائی زبانیں ایک دوسرے کی حریف و رقیب نہیں بلکہ عزیز و رفیق ہیں۔[۲]

اس اقتباس کی روشنی میں یہ با آسانی کہا جاسکتا ہے کہ اردو اور دیگر پاکستان زبانیں اگرچہ اپنے منفرد ادبی سرمایہ اور روایات کی حامل ہیں لیکن مجموعی طور پر ان تمام زبانوں میں تخلیق کیے جانے والے ادب کی بنیاد اس فکری نظریے پر قائم ہے جو قیام پاکستان کی بنیاد بنا، گویا اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کا باہمی تعلق و تعامل دوطرفہ ہے۔ اردو نے ان زبانوں کو متاثر کیا ہے اور خود بھی ان زبانوں کا اثر قبول کیا ہے۔ دوسری پاکستانی زبانوں کے محل وقوع میں آباد ہونے کی وجہ سے دیگر علاقائی زبانیں اردو کے افق پر اپنا مزاج تلاشتی ہیں۔ پاکستانی قوم اردو کے توسط سے ہر علاقے سے اپنا رابطہ مضبوط کرتی ہے اور ہر علاقہ بتوسط اردو، قوم میں جذب ہوتا ہے۔ لہٰذا جہاں اردو بحیثیت قومی زبان اپنا مسلم وجود رکھتی ہے وہیں پاکستانی زبانیں بھی اپنی تاریخی روایات اور تہذیبی زاویوں کے سبب اپنا تشخص برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ پھر یہاں یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ قیام پاکستان کی جدوجہد میں برصغیر کے ہر علاقے کے مسلمانوں نے جس طرح بڑھ چڑھ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کر اپنا کردار ادا کیا، گو کہ ان کے تہذیبی و لسانی پس منظر ایک دوسرے سے الگ تھے تاہم مملکت پاکستان کے حصول کے لیے کوشاں سب ایک دوسرے کے ہم نوا تھے۔ اسی لیے ڈاکٹر شوکت سبزواری نے پاکستان کی علاقائی زبانوں کو عزیز سمجھتے ہوئے یہ لکھا ہے:

> علاقائی زبانیں اس لیے عزیز ہیں کہ ہمارے وطن عزیز کی زبانیں ہیں جن کی تعمیر میں ہمارے عزیز وطنی بھائیوں نے حصہ لیا ہے۔ ان میں ہمارے بھائیوں کے جذبات، احساسات اور خیالات کے خزانے محفوظ ہیں۔ یہ زبانیں اسلامی تہذیب کی آئینہ دار صحیح پاکستان فکر کی ترجمان ہیں۔ ان کی ترقی کی راہ اسلامی تہذیب اور پاکستانی فکر کی راہ ہے۔ (۳)

اس ضمن میں یہ اندازہ با آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستانی زبانوں میں حب الوطنی کے جذبات پر مبنی شاعری محض جوش و جذبے کا نام نہیں بلکہ اس کے ذریعے لسانی و مذہبی رواداری، نسلی و مسلکی اختلافات کو دور کر کے قومی یک جہتی اور معاشرے میں برداشت کے عنوانات کے تحت اخوت، بھائی چارے اور ملی یگانگت کے جذبات کو شعوری طور پر بیدار کرنے کے لیے گراں قدر کام کیا جارہا ہے۔ پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہروں میں شعرا اپنی اپنی زبان میں عوام الناس کو مذہب و مسلک، رنگ و زبان کے امتیازات اور تعصّبات کو مٹا کر باہمی اخوت و ایثار اور انسانی اقدار کا فروغ دینے میں کوشاں ہیں۔

جس طرح سرزمین پاکستان مختلف علاقوں کی مٹی کی خوشبوؤں سے مہکتی ہے، بالکل اسی طرح پاکستانی زبانوں میں لکھنے والے ادیب و شعرا نے بھی وطن سے محبت کے جذبات کو قلم کی حرارت سے توانائی عطا کی ہے۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ چوں کہ وطن کی محبت کا جذبہ ہمارے دل میں یوں موجزن ہے کہ اس کے اظہار کے لیے زبان و بیان کوئی بھی ہو، وہ اپنے ہی دل کا ترجمان محسوس ہوتا ہے۔ اس کی زندہ مثال ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے پس منظر میں لکھے گئے وہ ملی نغمے ہیں جو دیگر پاکستانی زبانوں میں تخلیق ہونے کے باوجود ہر پاکستانی کے دل کی آواز بن کر وطن سے محبت کے جذبات کو ابھارتے رہے ہیں۔

تحقیق سے ظاہر ہے کہ وطن سے محبت کے جذبات کو ہر پاکستانی زبان کے ادیب و شعرا نے اپنی تخلیقات میں نمایاں کیا ہے۔ یہ جذبے حب الوطنی سے سرشار ہونے کے علاوہ عوام کو سماجی ذمے داریاں احسن طور سے انجام دینے کی دعوت فکر بھی دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مشرقی اور مغربی دونوں معاشروں میں اہلِ قلم شخصیات کو ایک خاص مقام حاصل ہے لہٰذا ان کی معاشرتی ذمے داریاں بھی عام افراد کی نسبت زیادہ ہوتی ہیں۔ یوں تو ہر ذی شعور انسان اپنے ماحول اور گردو پیش کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ادیب اور شاعر تو ویسے بھی عام انسانوں کے مقابلے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

میں زیادہ حساس و باریک بین تصور کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے عموماً ان کی تخلیقات میں وہی عکس اجاگر ہوتے ہیں جن سے من حیث القوم سب ہی لوگوں کے معاملات و مسائل کا اندازہ ہوسکے اور یہ اس لے ج بھی ضروری ہے کہ ادیب اور شاعر کا قلم اور زبان و بیان عام انسانوں کی نسبت زیادہ زور آور اور رواں ہوتا ہے۔ وہ مسائل حیات کو بہتر طور پر نہ صرف سمجھ سکتے ہیں بلکہ ان کا اظہار بھی بہترین انداز میں کر سکتے ہیں۔ اسی لیے ادب کو معاشرے سے گہری وابستگی کا سبب قرار دیا جاتا ہے اور جب بات ارض وطن سے تعلق رکھنے والے ادیبوں اور شاعروں کی ہو تو اپنے وطن، اپنی مٹی سے محبت کے ساتھ ساتھ اپنی قوم سے وفا، اس کی اصلاح و خیر خواہی کا جذبہ خود بخود ہر پاکستانی ادیب اور شاعر کے دل میں در آتا ہے۔ کیوں کہ اس کے سامنے اپنے ملک کی پوری تاریخ ہوتی ہے اور حال میں وہ زندگی بسر کرتے ہوئے مستقبل کے بارے میں خوش آئند خیالات کو اپنی تخلیقات کا مرکز بناتا ہے۔ اپنے عوام کی بہتری کے لیے وہ ادب کو ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر اجتماعی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے۔ اسی لیے ڈاکٹر حسین محمد جعفری نے پاکستانی ادیبوں کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ پاکستانی ادیب نہ تو ماضی سے اپنا تعلق توڑ سکتا ہے اور نہ حال کو نظر انداز کر سکتا ہے۔(۴) اس تناظر میں ادیبوں کے پیشِ نظر مقاصد میں پاکستان کی تہذیبی و ثقافتی روایات و اقدار کو زندہ رکھنا اور عوام کے درمیان اتحاد اور ملّی یگانگت کے جذبات کو ابھارنا بھی رہا ہے۔ ذیل میں پاکستانی زبانوں کی شاعری میں حب الوطنی اور ملّی یک جہتی کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

بلوچی زبان کی طرح براہوی زبان میں باہمی جذبہ اخوت و بھائی چارے اور انسانی اقدار کی عکاسی بھرپور انداز میں نظر آتی ہے۔ براہوی زبان میں قیصر خان فقیرزئی، مولانا عبدالباقی، درخانی، پیر محمد زبیرانی، عبدالرحمٰن کرد، نور محمد پروانہ، محمد اسحاق سوز، محمد حسین بنگلزئی، صالح محمد شاد کے نام اہم ہیں جنھوں نے اپنی تخلیقات میں حب الوطنی کو خاص اہمیت دی ہے۔ براہوی زبان کی نظم "اخوت" میں پُرامن اسلامی اقدار کے حامل معاشرے کی عکاسی اس طرح بیان کی گئی ہے:

ترجمہ:

تجھے کیا بتاؤں کہ مسلمان سب ایک جان ہیں
میرے بھائی آنکھیں کھول اور تاریخ پر نظر کر
سب مومن بھائی بھائی ہیں
قرآن پاک کا یہ صاف ارشاد ہے
ہر مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے مسلمانوں کا خیر خواہ ہو
دوسرے کے درد کا درماں بنے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اگر ایک بھائی کسی مصیبت میں گرفتار ہو
تو دوسرے کا فرض ہے کہ اس کی مشکل آسان کرے
اپنے معاملات میں عدل و انصاف سے کام لو
اس سے اسلام کی شان دوبالا ہوتی ہے
اسلام میں خوں ریزی جائز نہیں
اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کا قتل بدترین گناہ ہے
بھائی چارے کا عہد پورا کرو
اسی سے مسلمان بہتر اور افضل ہوسکتے ہیں(۵)

بلوچی شاعری میں وطن سے محبت کی علامت کی جھلک عطا شاد کی وہ نظم ہے جس کا ہر ہر حرف ہر اک لفظ اور ترکیب وطن سے محبت کی تعبیر میں اتنی روشن نمایاں اور پر معنی نظر آتی ہے کہ خود اس ایک نظم پر ایک بہترین کتاب لکھی جاسکتی ہے۔(۶) اپنی سرزمین کو اپنی دنیا و دین قرار دینا، سورج کی کرنوں، چاند اور ستاروں کی زمین، سرمگیں پہاڑ، نیلا ساحل، شیشے کی طرح شفاف ندیاں سرمگیں رات، محبت کی سحر، پھولوں سے ڈھکے کوچہ وصحرا، یہ وہ تراکیب ہیں جن کی مدد سے شاعر اپنی زمین اپنے وطن کی محبت کا اظہار کررہا ہے۔(۷) حب الوطنی کے جذبے سے سرشار میر گل خان نصیر کی وطن سے محبت کا اظہار ان اشعار میں ملاحظہ ہو:

ترجمہ:

طوفان باد و باراں سے اپنی جان نچھاور کر کے تیری حفاظت کریں گے
دل وجان اور تمام ہستی تجھ پر نچھاور کریں گے(۸)

بلوچی زبان میں حب الوطنی کے موضوعات کو رحم علی، ملا یار محمد، بالاچ گورگیج، محمد حسین عنقا، مراد ساحر نے بھی اپنی شاعری میں برتا ہے۔

خیبر پختونخواہ گزشتہ دو دہائیوں سے دہشت گردی و پرتشدد واقعات اور انتہا پسندی کی لپیٹ میں رہا ہے۔ ایسے میں وہاں کی اہلِ قلم شخصیات نے یہ سمجھتے ہوئے کہ ادب معاشرے میں اثر پذیری کی بنا پر دہشت گردی کے خلاف متاثر کن ثابت ہوسکتا ہے، اور لوگوں کی نفسیات کو بدلنے میں مثبت انداز سے استعمال ہوسکتا ہے(۹) اپنی تخلیقات میں امن، انسانیت اور باہمی اتحاد کو نمایاں جگہ دی ہے

پشتو شاعر سیف الرحمٰن سلیم کی پشتو نظم کے چند اشعار کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ترجمہ:

کاش! میرا ملک، میرا وطن رنگوں، پھولوں اور بہار کے پرسکون جھونکوں کو خوش آمدید کر سکے، اور ہم دوستی اور ایک دوسرے کے ساتھ سے بنا پریشانیوں کے لطف اندوز ہوسکیں، اور امن وسکون پورے ملک میں رواج پا سکے۔[۱۰]

ایک اور جگہ کہتے ہیں:

ترجمہ:

میں اپنے ملک کے ہر انسان کی موت کو اپنی موت تصور کرتا ہوں۔[۱۱]

علی اکبر سیال کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

ترجمہ:

میں ہر انسان کے لیے زندگی چاہتا ہوں
میں تمام دنیا کے لیے اور اپنے لیے امن چاہتا ہوں[۱۲]

پشتو شاعری میں حالیہ دہشت گردی سے دوچار خطے کے لوگوں کے ذہنی رجحان کی عکاسی کے ساتھ ساتھ اتحاد اور قومی تشخص کا موضوع بھی نمایاں ہے۔

بقول شاہین بونیری:

Modern Pashto poetry connects young poeple to a national identity increasingly jeopardized by sectarian violence and conflict.[13]

ترجمہ:

جدید پشتو شاعری جوان لوگوں کو مسلکی تشدد اور تصادم سے مخدوش ہوتی قومی شناخت سے مربوط کرتی ہے۔

پشتو ادب میں عبدالغنی خان غنی، فضل محمد مخفی، سدّہ بشریٰ بیگم، قلندر مومند، حمزہ شنواری وہ نمایاں نام ہیں جنھوں نے وطن سے محبت کو مرکزی حیثیت میں اُجاگر کیا ہے۔

عوام میں ملی یکجہتی کا شعور بیدار کرنے میں مختلف اداروں اور تنظیموں کی جانب سے پاکستانی زبانوں میں مشاعروں کا انعقاد بھی قومی اتحاد کی سمت بڑے اقدامات میں سے ایک ہے۔ پھر ان مشاعروں میں اور صوفیہ کے حوالے سے منعقدہ فیسٹیول اور عرس کے موقعوں پر پاکستان کے مختلف علاقوں سے مدعو کیے جانے والے دانشور اس امر پر متفق

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

نظر آتے ہیں کہ صوفیہ کا پیغام پیار، برداشت اور ہم آہنگی کا درس دیتا ہے۔ ان صوفی شعرا نے اپنے افکار کے ذریعے جس طرح مختلف علاقوں کے لوگوں کو متحد کیا، آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ان صوفیہ کا پیغام عام کیا جائے۔(۱۴) اس تناظر میں سندھی زبان کا نثری و شعری ادب جو شاہ بھٹائی کے ذکر کے بغیر ادھورا تصور ہوتا ہے۔ انھوں نے عوام کو قریب لانے، دلوں کے بیچ محبت بڑھانے اور انسان دوستی کے پیغام کو عام کیا لہٰذا سندھی زبان کے شعرا بھی اسی طرز پر چلے، وہ ایثار و اخوت اور باہمی رواداری کو فروغ دینے میں کوشاں ہیں۔(۱۵) سندھی زبان میں حب الوطنی کے جذبات کو شعری پیرائے میں حالی کا اتباع کرتے ہوئے کئی شعرا نے بہترین تخلیقات پیش کی ہیں۔ اس ضمن میں اللہ بخش ابوجھو کو سندھ میں قومی و اصلاحی شاعری کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے پروفیسر آفاق صدیقی لکھتے ہیں:

> مسدس حالی کے منظر عام پر آنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ اس کی ہیئت کو وسیع تر قومی و ملی موضوعات کے لیے فکری تسلسل کے ساتھ بڑی خوش اسلوبی سے کام میں لایا جاسکتا ہے۔ غالباً یہی وہ تاثر تھا جس نے مولوی اللہ بخش ابوجھو کو سندھی میں مسدس حالی سے ملتی جلتی قومی نظم لکھنے کا ذوق وشوق بخشا۔(۱۶)

سندھی زبان میں جذبہ وطن سے محبت کے لبریز جذبات کو شمس الدین بلبل، حکیم فتح محمد سہوانی، مرزا قلیچ بیگ، آغا غلام نبی صوفی، محمد بخش واصف، حاجی محمود خادم، لطف اللہ بروہی، ڈاکٹر ابراہیم خلیل، حافظ محمد احسن چنہ وہ اہم شعرا ہیں جنھوں نے قومی یکجہتی کے رجحان کو فروغ دیا۔

اللہ بخش انصاری صاحب کے ان اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

آدمی کو آدمیت کے لیے بیداری چاہیے،
محبت الفت کے ساتھ رحم وحیاداری چاہیے
اے حباب! جس میں انسانیت نہیں وہ انسان نہیں
انسان کو غم نصیبوں کے ساتھ غم خواری کرنی چاہیے(۱۷)

سرائیکی زبان میں خواجہ فرید کی کافیوں سے متاثر کن انداز میں جذبۂ انسانیت کی فضا بیدار ہوتی ہے۔ خواجہ فرید نے اپنے کلام سے جس طرح مایوسی کے اندھیروں میں امید کی شمع روشن کی، لوگوں میں تخلیق تغیر کا شعور بیدار کیا۔(۱۸) گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ عظیم شاعری کی روایت کبھی نہیں رکتی بلکہ مسلسل آگے بڑھتی رہتی ہے۔ ہمیں آج بھی محبت، رواداری، برداشت، حوصلے اور عدم تشدد کے رویے کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی صدیوں پہلے تھی۔ آج ہمارے لیے فریدؒ ایک نئی علامت کے طور ابھر رہا ہے۔ آج ''کافی'' بھی ہمارے لیے ایک نئی تہذیبی علامت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ ''کافی''

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

آج کے دور میں خلق خدا میں محبت اور تہذیبی ہم آہنگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔[۱۹] گزشتہ چھ دہائیوں میں پیش آنے والے حالات و واقعات ہمیں یہ سبق دے چکے ہیں کہ قومیں اپنی دھرتی، ثقافت، تاریخ اور اپنے لوگوں سے محبت کرنے کی بدولت زندہ رہتی ہیں۔[۲۰] سرائیکی زبان کے حوالے سے شیر محمد پاکستانی، غلام رسول ڈڈا، کریم بخش جام پوری، اصغر عابد، رفیق خاور جسکانی کے نام نمایاں ہیں۔اسی طرح آج سرائیکی دانشور بھی پاکستانی قوم کو مایوسی کے بجائے امید اور خوش دلی کا پیغام دیتے ہیں، رفعت عباس کے ان اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

دنیا کے اس پیالے میں
میرے دوست، ہمارے جذبے کا گلاب دیکھو
حتیٰ کہ اگر ہم ایک ساتھ کھاتے نہیں
حتیٰ کہ اگر ہم ایک ساتھ بیٹھتے نہیں
میرے دوست، کم از کم ہم خواب تو ایک ساتھ دیکھتے ہیں[۲۱]

بابا فرید گنج شکر، بلھے شاہ، شاہ حسین کے افکار سے مزین پنجابی زبان کے ادیب و دانشور بھی اپنی اپنی جہت میں قومی یکجہتی، انسانی ہمدردی اور باہمی رواداری و برداشت کے جذبات کو فروغ دینے میں کوشاں ہیں۔ملی نغمے ہوں یا جنگی ترانے، پنجابی زبان نے ہمیشہ وطن سے محبت کے موضوعات کو اُجاگر کیا ہے۔اس ضمن میں سلیم کاشر، رؤف شیخ، ڈاکٹر رشید انور اور ڈاکٹر یونس احقر کے نام اہم ہیں۔

حب الوطنی کے ضمن میں پاکستانی زبانیں ترجموں کے ذریعے بھی قومی یکجہتی کے باب میں فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔تراجم کے حوالے سے یہ پہلو اہم ہے کہ جب کوئی قوم علوم وفنون میں ترقی کا پہلا قدم اٹھاتی ہے تو سب سے علمی زبانوں کے تراجم سے اپنی زبان کو سرمایہ دار بناتی ہے اور اپنے علمی خزانوں کو معمور کرتی ہے۔[۲۲] بلاشبہ بحیثیت پاکستانی قوم یہ امر ہمارے لے انتہائی قابل تحسین ہے کہ ہمارے ادیبوں، دانشوروں اور شعرا نے مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے کے باوجود ملی یگانگت کے جذبے کو فروغ دینے کے لے نہ صرف اپنی زبان میں ادب تخلیق کیا ہے بلکہ دیگر پاکستانی زبانوں کے شاہکار ادب کو بھی ترجمے کے ذریعے اپنی زبان وادب کا حصہ بنایا ہے۔اردو زبان کی لازوال ادبی تخلیقات کو پاکستانی زبانوں میں ترجمے کے ذریعے منتقل کرکے ان عظیم تخلیقی ادبات کو عوام الناس تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی مہیا کی ہے۔ یقیناً ہمارے ادبا اس حقیقت سے واقف ہیں کہ انسانوں کے درمیان باہمی ارتباط، اتحاد اور یگانگت کی راہ میں جو سب سے اہم فطری رکاوٹ حائل رہی ہے وہ شاید دو زبانوں کا فرق ہے، اس فرق کو مٹانے اور انسان کے علم و عرفان اور ادب کو بنی نوع انسان کی مشترک میراث بنانے میں ترجمے نے جو اہم اور نتیجہ خیز کردار ادا کیا ہے، انسانی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تہذیب کی تاریخ کا ہر ورق اس کا گواہ ہے۔ ترجمے کی یہ افادیت ہے کہ انسانی علوم کو فروغ دینے میں جہاں اور بہت سے اسباب اور عوامل رہے ہیں وہاں ترجمہ بھی ایک طاقت ور محرک کردار ادا کرتا رہا ہے۔(۲۳) ڈاکٹر ظہیر احمد کے بقول اگر ترجمہ کا دستور نہ ہوتا تو دنیا گونگوں کی بستی ہو کر رہ جاتی۔ اسی لیے ترجمے کی ضرورت انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی ایک ملک یا ایک کلچر کے خیالات کو دوسرے ملک یا کلچر کی زبان میں منتقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں۔(۲۴) ان دانشوروں کی تخلیقات میں اگرچہ زبان تو مختلف ہے مگر افکار میں وحدت نظر آتی ہے، سب کی پرواز تخیل ایک ہی منزل کی جانب گامزن ہے اور وہ منزل ہے "وطن کی ترقی۔ ۔ وطن سے محبت"۔ اسی جذبے سے سرشار ہمارے اہلِ قلم یقیناً اس حقیقت سے واقف ہیں جس کے متعلق سیّد سلیمان ندوی نے یہ لکھا ہے:

> قوموں کی ترقی صرف خیالات کی بلندی اور اصلاح پر منحصر ہے لیکن خیالات کا تغیر و انقلاب کس ہاتھ میں ہے۔ صرف تصنیفات اور ملک کے علمی کارناموں کے ہاتھ میں۔(۲۵)

اسی لیے ہمارے ادیبوں اور شاعروں نے اپنی قوم کی اصلاح اور ترقی کو اپنی تخلیقات کا خاص موضوع بنایا ہے۔ اس ضمن میں قومی ادب کے حوالے سے ڈاکٹر انعام الحق جاوید کی کتاب *Pakistan in Punjabi Literature* ڈاکٹر طاہر تونسوی کی کتب "قائداعظم تے سرائے کی زبان و ادب" اور "علامہ اقبال تے سرائے کی زبان و ادب" اور ڈاکٹر شہباز ملک کی کتاب "پنجابی ادب تے منزل پاکستان" جیسی کتاب قومی ادبی سرمائے کی حیثیت رکھتی ہے۔(۲۶) پاکستانی زبانوں میں تراجم کی روایت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اردو کی شاہکار تخلیقات کو پاکستانی زبانوں میں ترجمے کرنے میں خاصی پیش رفت ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس ضمن میں علامہ محمد اقبال کی شاعری ماضی، حال اور مستقبل کا جو تفکر آمیز امتزاج ہے اور ان کے آفاقی افکار اور نظریات موجودہ دور میں ہمارے لیے آگے بڑھنے کا سبب ہیں۔ نوجوان نسل تک پیام اقبال صحیح سمت میں پہنچانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور اقبال کے پیغام کا حرف اول وطن کی محبت سے تعبیر ہے۔(۲۷) ان کی مشہور منظومات کو حال ہی میں آٹھ مختلف زبانوں جن میں پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، ہندکو، براہوی، سرائیکی اور بلتی زبانیں شامل ہیں، میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ کلام اقبال کے منظوم تراجم کا سلسلہ کم و بیش پاکستان کی ہر معروف زبان میں جاری ہے۔ غالب کے کلام کو بھی دیگر پاکستانی زبانوں میں ترجمہ کیا جاتا رہا ہے۔ میر حسن دہلوی کی مثنوی "سحر البیان" کا منظوم ترجمہ سرائیکی زبان میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ تاہم یہاں یہ نکتہ خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اقبال کی طرح مولانا الطاف حسین حالی کے کلام کے تراجم بھی پاکستانی زبانوں میں خاصے معروف رہے ہیں۔(۲۸) علامہ محمد اقبال اور مولانا حالی دونوں ہی برصغیر کے وہ عہد ساز شعرا ہیں جنھوں نے مسلمانان پاک و ہند کو آپس کے تفرقات،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

درجہ بندیوں اور نفرت و عداوت سے دور رہنے کا درس دیتے ہوئے باہمی اخوت و مساوات، ایثار و ہمدردی کے جذبات کو اپنی قومی شاعری کا موضوع بنایا۔ آج پاکستانی قوم کو بھی ان عظیم مفکرین و دانش ور شعرا کے کلام کی روشنی میں آپس میں باہمی خلوص و اتحاد کے جذبات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے پاکستانی زبانوں میں ترجمہ کی گئی ان تخلیقات کو ذوق وشوق سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ شیخ ایاز کی سندھی شاعری کا اردو، پنجابی اور انگریزی زبان میں بھی ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ جہاں تک اردو زبان میں پاکستانی زبانوں سے ترجموں کا تعلق ہے اس ضمن میں پاکستانی جامعات اور قومی ادارے فعال کردار ادا کر رہے ہیں مزید یہ کہ ادارہ فروغ قومی زبان، اکادمی ادبیات پاکستان، لوک ورثہ اشاعت گھر، نیشنل بک فاؤنڈیشن کے نام قابل ذکر ہیں۔ آخر الذکر اداروں کی جانب سے پاکستانی زبانوں کے عظیم کلاسیکل شعرا کے کلام کے انتخاب مع اردو ترجمہ کا سلسلہ بھی قومی اتحاد و یگانگت اور انسانی ہم آہنگی کو بڑھانے کے لیے اہم زینہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

حواشی

۱۔ *Regional Languages of Pakistan*، سمپوزیم رپورٹ، مشمولہ ''دی ایکسپریس ٹریبون'' پاکستان، ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۵ء، (آن لائن اشاعت)، https://tribune.com.pk/story/842218/mother-tongue-day-regional-languages-and-urdu-should-join-hands/?amp=1

۲۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ''اردو اور پاکستانی زبانیں'' (مقالہ)، مشمولہ، ''سر سید ین پاکستانی ادب'' (جلد اول)، (راول پنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، ۱۹۸۱ء)، ص ۴۵۲

۳۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، ''مقابلہ''، مشمولہ ''سر سیدین پاکستانی ادب''، جلد اول، (راولپنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، ۱۹۸۱ء)، ص ۶۴۲

۴۔ ڈاکٹر حسین محمد جعفری، احمد سلیم (مرتبین)، ''پاکستانی معاشرہ اور ادب''، (کراچی: پاکستان اسٹڈی سینٹر، کراچی یونی ورسٹی، ۱۹۸۷ء)، ص ۸

۵۔ ''وحدت افکار''، (اسلام آباد: مکتبہ فلم و مطبوعات وزارتِ اطلاعات ونشریات)، ص ۱۹۴، بحوالہ ''پاکستانی زبانوں کا ادب''، حمید ملغانی، (لاہور: بیکن بکس، ۲۰۱۷ء)، ص ۵۴

۶۔ ڈاکٹر زینت ثنا، ''بلوچی ادب میں تنقید نگاری''، (کوئٹہ: بلوچی اکیڈمی، ۲۰۱۴ء)، ص ۱۷۱

۷۔ ایضاً، ص ۱۹۷

۸۔ ایضاً، ص ۲۰۶

۹۔ ڈاکٹر حنیف خالد، *Voice of Peace from FATA in the context of Pashto poetry*(post 9/11)، مشمولہ ''پاکستان اینول ریسرچ جرنل''، پاکستان اسٹڈی سینٹر، پشاور یونی ورسٹی، جلد ۵۰، ۲۰۱۴، ص ۱۳۱۔ ۱۲۳

۱۰۔ ڈاکٹر حنیف خلیل، *Condemnation of War and Terror in Pashto Poetry post 9/11 Scenario*، مشمولہ *TIGAH*، جلد ۲، دسمبر ۲۰۱۲، (اسلام آباد: فاٹا ریسرچ سینٹر ۲۰۱۲ء)، ص ۵۰

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۰

۱۲۔ حنا حبیب، جمیل احمد، *The Effects of War on Terror on Pakhtun Nationalistic Identity in Pakhtu Poetry*، مشمولہ پاکستان جرنل آف پیس

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

اینڈ کنفلکٹ اسٹڈیز، جلد ۱، شارہ ۱، جنوری تا جون ۲۰۱۶ء، (پشاور: انسٹی ٹیوٹ آف پیس اینڈ کنفلکٹ اسٹڈیز، پشاور یونی ورسٹی)، ص ۱۴۔۱، آن لائن اشاعت، ملاحظہ کیجیے: http://journals.uop.edu.pk/papers/1.%20Hina-formatted%201.pdf

۱۳۔ شاہین بنیری، *Poetry Fights Back* مشمولہ ''بوسٹن ریویو''، جنوری۔فروری ۲۰۱۲ء، (آن لائن اشاعت)، ملاحظہ کیجیے: http://bostonreview.net/archives/BR37.1/shaheen_buneri_afghanistan_pakistan_pashtun_poetry.php

۱۴۔ *Mushaira held to promote eace and harmony*، مشمولہ روزنامہ ''ڈان''، ۳۰/جون ۲۰۱۵ء، (آن لائن اشاعت)، ملاحظہ کیجیے: https://www.dawn.com/news/1191244/mushaira-held-to-promote-peace-and-harmony

۱۵۔ *Modern Sind meaningless without Bhitai's poetry*، مشمولہ روزنامہ ''ڈان''، ۲۰/جنوری ۲۰۱۱ء (آن لائن اشاعت)، ملاحظہ کیجیے: https://www.dawn.com/news/600258/modern-sindh-meaningless-without-bhitais-poetry

۱۶۔ حبیب الرحمٰن، میر النسا عزیز (مرتبین)، ''پروفیسر آفاق صدیقی اور سندھی ادب''، (کراچی: پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی، ۲۰۰۰ء)، ص ۹۰

۱۷۔ ''وحدتِ افکار''، بحوالہ حمید الفت ملغانی، محولۂ بالا، ص ۷۵

۱۸۔ ڈاکٹر شہزاد قیصر، *Understanding Diwan-i-Farid*، تعارف، (لاہور: سہیل اکیڈمی، ۱۹۹۷ء)، آن لائن اشاعت، ملاحظہ کیجیے: http://www.kotmithan.com/otherinfo/Understanding-Diwan-E-Farid-

۱۹۔ جاوید اختر بھٹی، خالد اقبال (مرتبین)، ''نیا سرائیکی، مکالمہ''، (ملتان: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۷

۲۰۔ ایضاً، ص ۹۹

۲۱۔ رفعت عباس، نظم، *In the bowl of this world*، (آن لائن اشاعت)، ملاحظہ کیجیے: https://www.poetrytranslation.org/poems/in-the-bowl-of-this-world

۲۲۔ حاجی احمد فخری، مضمون اردو ترجمہ، مشمولہ ''اردو''، حیدر آباد دکن، انجمن ترقی اردو، اکتوبر ۱۹۲۹ء، ص ۴۹۵

۲۳۔ ڈاکٹر محمد حسن، مضمون، ترجمہ: ''نوعیت اور مقصد''، مشمولہ ''ترجمے کا فن اور روایت'' (مرتبہ) قمر رئیس، (دہلی: تاج پبلشنگ ہاؤس، سن ندارد)، ص ۹۲

۲۴۔ ڈاکٹر ظہیر احمد، مضمون، ''اردو میں تراجم کے مسائل''، ایضاً، ص ۱۷۱

۲۵۔ سیّد سلیمان ندوی، ''نقوشِ سلیمانی''، (کراچی: کلیم پریس، ۱۹۵۱ء)، بار اول، ص ۲۱

۲۶۔ ''وحدتِ افکار''، بحوالہ حمید الفت ملغانی، محولۂ بالا، ص ۷۵

۲۷۔ *Translation of Iqbal's poetry into Pakistani languages help promote national harmony, patriotism*، ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان، ۹/جنوری ۲۰۱۸ء، (آن لائن اشاعت)، ملاحظہ کیجیے: https://www.app.com.pk/category/culture-heritage/

۲۸۔ حمید الفت ملغانی، ایضاً، ص ۵۹۔۸۵

مآخذ

۲۔ احمد، ظہیر، ڈاکٹر، مضمون، ''اردو میں تراجم کے مسائل''، مشمولہ ''ترجمے کا فن اور روایت'' (مرتبہ) قمر رئیس، دہلی: تاج پبلشنگ ہاؤس، سن ندارد

۳۔ بھٹی، جاوید اختر، اقبال، خالد (مرتبین)، ''نیا سرائیکی، مکالمہ''، ملتان: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ، ۲۰۱۲ء

۴۔ جعفری، حسین محمد، ڈاکٹر، احمد سلیم (مرتبین)، ''پاکستانی معاشرہ اور ادب''، کراچی: پاکستان اسٹڈی سینٹر، کراچی یونی ورسٹی، ۱۹۸۷ء

۱۔ حبیب الرحمٰن، عزیز، میر النسا (مرتبین)، ''پروفیسر آفاق صدیقی اور سندھی ادب''، کراچی: پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی، ۲۰۰۰ء

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۵۔ حسن، محمد، ڈاکٹر، مضمون، ترجمہ: ''نوعیت اور مقصد''، مشمولہ ''ترجمے کا فن اور روایت'' (مرتبہ) قمر رئیس، دہلی: تاج پبلشنگ ہاؤس، سن ندارد
۶۔ زینت، ثنا، ڈاکٹر، ''بلوچی ادب میں تنقید نگاری''، کوئٹہ: بلوچی اکیڈمی، ۲۰۱۴ء
۷۔ ندوی، سیّد سلیمان، ''نقوشِ سلیمانی''، کراچی: کلیم پریس، ۱۹۵۱ء، بار اول

اخبارات، رسائل و جرائد

۱۔ ''اردو''، حیدر آباد دکن، انجمن ترقی اردو، اکتوبر ۱۹۲۹ء
۲۔ ''سرسیدین پاکستانی ادب'' (جلد اول)، راول پنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، ۱۹۸۱ء
۳۔ ''وحدت افکار''، اسلام آباد: مکتبہ فلم و مطبوعات وزارتِ اطلاعات و نشریات

ویب سائٹس

1. https://tribune.com.pk/story/842218/mother-tongue-day-regional-languages-and-urdu-should-join-hands/?amp=1
2. http://journals.uop.edu.pk/papers/1.%20Hina-formatted%201.pdf
3. http://bostonreview.net/archives/BR37.1/shaheen_buneri_afghanistan_pakistan_pashtun_poetry.php
4. https://www.dawn.com/news/1191244/mushaira-held-to-promote-peace-and-harmony
5. https://www.dawn.com/news/600258/modern-sindh-meaningless-without-bhitais-poetry
6. http://www.kotmithan.com/otherinfo/Understanding-Diwan-E-Farid-
7. https://www.poetrytranslation.org/poems/in-the-bowl-of-this-world
8. https://www.app.com.pk/category/culture-heritage/